Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:5 (1975)

اسلام میں لحمِ خنزیر کیوں حرام ہے؟

قاضی محمد شمس الدین

راقم الحروف کے ایک عزیز کچھ عرصہ قبل بسلسلہ ملازمت مغربی جرمنی میں مقیم تھے۔ وہ دینی مزاج اور تبلیغی ذہن رکھتے ہیں۔ سارا یورپ دیکھ چکے ہیں۔ امریکہ میں بھی رہے ہیں۔ قیام جرمنی کے زمانہ میں ان کا ایک خط آیا تھا جس میں خنزیر کے متعلق استفسار تھا۔ خط اور اس کا جواب افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

خط

محترم المقام جناب قاضی صاحب دام لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ آپ سب بخیریت ہوں گے۔ میں بھی مع اہلیہ بخیریت ہوں۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم لوگ امریکہ گئے تھے۔ کافی دن وہاں رہنا ہوا۔ اکثر محفلوں میں میرے مسلمان ہوتے اور خنزیر سے اجتناب کرنے کی وجہ سے یہ مسئلہ موضوع بحث رہتا تھا کہ اسلام میں خنزیر کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے، جبکہ لحم خنزیر انتہائی مقوی غذا ہے، اس سے طاقت بدنی بے حد بڑھ جاتی ہے، اور اس کے کھانے والوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ وہ لوگ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے "محامد" اور "مناقب" بیان کرتے تھے۔ میں اپنی سمجھ کے مطابق ان کو جواب دیتا رہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ معلومات کی کمی کی وجہ سے میں ان لوگوں کی پوری تسلی نہ کرا پاتا تھا۔ میں یہی کہتا تھا کہ ہمارے مذہب میں یہ حرام ہے۔ لیکن ان لوگوں کی طرف سے "یہ تو کوئی جواب نہ ہوا" سننا پڑتا تھا۔ اب آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ اس سلسلہ میں میری راہ نمائی فرمائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی گزارش ہے کہ کوئی آیت یا حدیث نہ لکھیں کہ ان کے حوالے ان لوگوں میں کارگر نہیں ہوتے۔ صرف عقلی دلائل سے

ثابت کریں کہ لحم خنزیر کو کیوں حرام قرار دیا گیا۔

(آپ کا مخلص)......

جواب

عزیز محترم!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عرصہ کے بعد والا نامہ سے سرفراز فرمایا اور وہ بھی "سلام روسنائیاں" قسم کا تھا۔ پھر بھی شکر واجب ہے کیونکہ آپ کے خط سے آپ کی خیریت تو معلوم ہو گئی۔

عزیز من! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ پروپیگنڈہ کے فن میں یورپ کو کمال حاصل ہے جس کے بل بوتے پر یورپی تہذیب کے بے شمار قبائح ہم لوگوں میں مقبول کرائے گئے۔ اپنے دورِ اقتدار میں انگریزوں نے برصغیر پاک وہند میں اپنی تہذیب کو پھیلانے میں جو محنت کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہاں آہستہ آہستہ یورپی تہذیب کے تمام قبائح رواج پا گئے اور انعام اللہ خان ناصر مرحوم کو یہ لکھنا پڑا ؎

دغا بازی چلن ٹھہری ریا، محبوب فن، ٹھہری
خدا رکھے سلامت اس کو یہ تہذیب انگریزی

اور اکبر الہ آبادی نے بھی فرمایا تھا ؎

بات وہ ہے جو وائسرائے کہے   خبر وہ ہے جو "پائنیر" میں چھپے

بچپن میں آپ نے بھی یہ روایتی قصہ سنا ہو گا کہ ایک دن اسکول کے بچوں نے اسکیم بنائی کہ آج ماسٹر صاحب کو بخار چڑھا کر چھٹی منانی چاہیئے۔ انہوں نے طے شدہ منصوبے کے مطابق ماسٹر جی کو باری باری کہنا شروع کیا۔ ماسٹر جی! خیر تو ہے آپ کا رنگ پیلا ہوا جا رہا ہے بخار تو نہیں ہو گیا؟ دو چار بچوں کو تو ماسٹر جی نے استقامت سے جواب دیا آخر بچوں کے مسلسل استفسار سے ماسٹر جی کی استقامت نے ہتھیار ڈال دیئے۔ نتیجۃً بچوں کا پروپیگنڈہ کامیاب رہا۔ ماسٹر جی کو واقعی بخار چڑھ گیا اور سکول میں چھٹی ہو گئی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر نے اپنی کابینہ میں پروپیگنڈہ کی ایک مستقل وزارت قائم کی تھی اور اس میں پروپیگنڈہ کے ایسے ماہرین رکھے تھے جن کے سربراہ غالباً ڈاکٹر گوئبلز تھے جو جرمن عوام کے اذہان کو اس طرح متاثر رکھتے تھے کہ وہ شکست کو فتح سمجھتے رہیں۔ اب بھی تمام یورپی ممالک کا یہی حال ہے۔

تو یورپ کے عیسائیوں نے لحم خنزیر کے حرام نہ ہونے کے لئے بھی پروپیگنڈے کے ہتھیار کو استعمال کیا ہے اور کوشش یہ کی ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کو درمیان میں نہ لایا جائے کیونکہ اپنی کتاب مقدس میں تو انہوں نے اپنے حسب منشا تحریفیں کر لی تھیں مگر مسلمانوں کا قرآن محفوظ تھا۔ اس کی بجائے اس قسم کے دعووں سے کام لیا کہ۔

۱۔ لحم خنزیر کھانے والی قوموں کی عمریں بے حد لمبی ہوتی ہیں۔

۲۔ لحم خنزیر کھانے والے لوگوں کی طاقت بدنی فوق العادت ہو جاتی ہے۔

یورپ کے ڈہینگ مار عیسائیوں کے ہاں تو یہ باتیں چل جاتی ہوں گی لیکن حقائق کی دنیا میں ان دعووں کا موازنہ اور تجزیہ کیا جائے تو یہ مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور اور بودے ثابت ہوتے ہیں ——— آپ نے لکھا ہے کہ مذہب اور قرآن وحدیث کو درمیان نہ لایا جائے لیکن ہم چونکہ مسلمان ہیں اس لئے بات شروع ہی مذہب سے کریں گے۔ لیکن انداز مختلف ہوگا قانون اجتماعی کی بنا پر یہ بات ساری دنیا میں مسلّم ہے کہ کسی معاشرے کے نظام کو چلانے کے لئے ایک HIGHER AUTHORITY کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر سوسائٹی کا نظام نہیں چل سکتا یہ بات بالکل صحیح ہے۔ جیسا کہ مذہبی اعتبار سے عیسائیوں کے ہاں بائیبل ہائر اتھارٹی ہے مسلمانوں کی ہائر اتھارٹی قرآن پاک ہے ———

اب اصولی اور عقلی بات تو یہ ہے کہ قرآن پاک نے خنزیر کو حرام قرار دیا تو مسلمانوں نے اس کا کھانا چھوڑ دیا۔ اس کے بالمقابل عیسائیوں کی ہائر اتھارٹی بائیبل نے لحم خنزیر کو حرام قرار دیا لیکن عیسائیوں نے اپنی ہائر اتھارٹی بائیبل کے واضح حکم کو نظر انداز کر دیا اور لحم خنزیر کھانا شروع کر دیا۔ بائیبل کا حکم یہ ہے۔

"اور سؤر کو ۔۔۔۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں ٭ تم ان کا گوشت نہ کھانا اور ان کی لاشوں کو نہ چھونا وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں ٭" (کتاب احبار باب گیارہ آیت سات اور آٹھ) یہ ہے عیسائیوں کی ہائر اتھارٹی، کتاب مقدس کا حکم کہ خنزیر حرام ہے اس کو نہ کھانا اور نہ چھونا لیکن عیسائیوں نے اپنی ہائر اتھارٹی کے حکم کو نظر انداز کر کے پس پشت ڈال دیا اور بحث کے وقت اسی لئے مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو درمیان میں نہ لاؤ کیونکہ خود ان کا اپنا

مذہب بھی ان کی مخالفت کرتا ہے۔

اسلام نے خنزیر کو کیوں حرام کیا؟ انگریزی کا ایک مشہور مقالہ ہے کہ "انسان وہی کچھ ہوتا ہے جو وہ کھاتا ہے"۔ ڈاکٹروں کے اقوال کے مطابق (جو آگے آئینگے) لحم خنزیر انتہائی مضر غذا ہے اس لئے کہ اس کے کھانے سے انسان میں اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں اور اس کی روحانی و اخلاقی قوتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ سوروں کی زندگی کا یہ عام مشاہدہ ہے کہ ایک مادہ کے پیچھے بیک وقت دس دس بیس بیس نر لگے رہتے ہیں بالکل یہی حالت خنزیر خور قوموں کی ہے۔

انسان کی زندگی روح اور جسم سے مرکب ہے۔ جو چیز جسم کو نقصان دیتی ہے وہ مضر جسمانی کہلاتی ہے۔ اور جو چیز روح کو نقصان دیتی ہے وہ مضر روحانی کہلاتی ہے۔ چونکہ لحم خنزیر روح کے لئے بھی مضر ہے اور جسم کے لئے بھی پہلے لحم خنزیر کے استعمال کی روحانی مضرتیں بتائی جائیں گی اور آخر میں جسمانی مضرتوں کا ذکر ہوگا۔

روحانی مضرتیں لحم خنزیر روح کی حس غیرت کو ختم کر دیتا ہے۔ جو قومیں لحم خنزیر استعمال کرتی ہیں ان میں غیرت کا مادہ ختم ہو جاتا ہے اور بے غیرتی آجاتی ہے۔ اسی لئے یورپ میں شرم، حیا اور غیرت بے معنی الفاظ بن کر رہ گئے ہیں۔ لحم خنزیر نے ان کی اس حس کو ایسا فنا کیا ہے کہ کسی طرح کی بے غیرتی اور بے حیائی ان کو محسوس ہی نہیں ہو سکتی۔ خاوند کے سامنے بیوی کا، باپ کے سامنے بیٹی کا، بھائی کے سامنے بہن اور بیٹے کے سامنے ماں کا کسی بھی غیر مرد سے آزادانہ اختلاط قطعاً معیوب نہیں حتیٰ کہ سربراہانِ مملکت جب اپنی بیگمات کے ساتھ دوسرے ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو خیر سگالی کے اظہار کے لئے ایک سربراہ کی بیگم دوسرے سربراہ کے پہلو میں کھڑی ہو کر تصویریں کھچواتے ہیں اور اس کو باعث فخر تصور کیا جاتا ہے۔

اخبارات میں چھپا تھا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران صدر امریکہ آئزن ہاور مسٹر چرچل سے مشورہ کے لئے لندن گئے۔ چرچل کے مکان پر پہنچے تو اس وقت چرچل غسل خانہ میں کپڑے اتار کر نہانے جا رہے تھے۔ اتنے میں ملازم نے چرچل کو آئزن ہاور کی آمد کی اطلاع دی۔ چرچل نے جواب دیا کہ ان کو غسل خانہ ہی میں بھیج دو۔ آئزن ہاور اس خیال سے کہ ابھی چرچل صاحب

نے کپڑے نہ اتارے ہوں گے۔ غسل خانہ میں جا داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چرچل صاحب بالکل ننگ دھڑنگ کھڑے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آئزن ہاور کچھ ٹھٹھکے تو چرچل صاحب کہنے لگے "خوش آمدید آجایئے آجایئے! ہم آپ سے اپنی کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھنا چاہتے"۔ یہ ہے مغربی دنیا کے دو عظیم رہنماؤں کا حال۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔

پاکستان کے مشہور پامسٹ ایم اے ملک نے اپنی کتاب "ہاتھ کی زبان" میں اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ امریکہ میں جب کوئی لڑکی جوان ہو جاتی ہے تو اس کی سب سے بڑی خواہش یہ رہتی ہے کہ اس کے بہت سے دوست BOY FRIENDS ہوں۔ اور اگر کسی لڑکی کے دوست تھوڑے ہوں تو وہ اور اس کے والدین پریشان ہوتے ہیں کہ لڑکی کو DATES نہیں آ رہیں۔ اور جس لڑکی کے بہت سے دوست ہوں وہ قابلِ قدر اور لائق عزت تصور کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۶۰ فیصد لڑکیاں، سویڈن کی رپورٹ کے مطابق، شادی سے پہلے ہی مائیں بن جاتی ہیں اور اس بات کو بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا SKIN TO SKIN IS NO SIN ان کا معروف مقولہ ہے اس لئے نہ تو ان حرامی بچوں کو اپنے حرامی ہونے پر کوئی ندامت ہوتی ہے نہ ہی ان کی ماؤں کو۔ وہ حرامی بچوں کو جنم دے کر بھی معزز کی معزز ہی رہتی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ جو تیس فی صد بچے حلالی متصور ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فی الواقع حلالی ہیں کیونکہ ان کے ہاں مرد و زن کا جنسی اختلاط عرفاً اور مذہباً جائز ہوتا ہے۔ عرفاً جائز ہونے کا تو سارا یورپ گواہ بلکہ زندہ ثبوت ہے اور مذہباً سے مراد عیسائیوں کا شرعی قانون ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے

جنسی بے راہ روی کے ساتھ شراب نوشی کو ملا کر غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ معاملہ "دو آتشہ" ہو جاتا ہے۔ شارع علیہ السلام نے اپنی مبارک زبان نبوت سے شراب کو "خمر عقل" فرمایا ہے۔ انسان نشہ کی حالت میں عقل و شعور سے بالکل عاری ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی کے کام کر گزرتا ہے۔ اور جب مرد کے ساتھ عورت بھی نشے میں ہو تو کسی کو بھی ہوش نہیں رہتا چاہے ان دونوں کا آپس میں کتنا ہی مقدس رشتہ کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ ماں، بہن کا امتیاز بھی اٹھ جاتا ہے۔ چونکہ خمر و خنزیر ان کی گھٹی میں پڑے ہیں اس لئے بے حیائی اور بے شرمی بھی ان کے خمیر میں ہوتی ہے کل کی بات ہے کہ عقل و خرد کے سب سے بڑے مدعی انگریز نے لندن کی پارلیمنٹ میں ہم جنسی

کے جواز کا قانون بنا کر قوم کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ مرد مرد کے ساتھ "شادی" کرے۔

جنسی بے راہ روی بائیبل میں | عیسائیوں نے بائیبل میں ایسی حیا سوز تحریفیں کی ہیں کہ تہذیب و شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ گندے واقعات کو "کتاب مقدس" کے مکمل حوالوں کے ساتھ شرم و حیا کے الفاظ میں لپیٹ کر۔ لکھا جاتا ہے:۔

(۱) کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۲۹ تا ۳۸ میں حضرت لوط علیہ السلام کا شراب پی کر اپنی دو کنواری لڑکیوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ کا ذکر ہے جس سے وہ دونوں صاحب اولاد ہوئیں اور آگے نسل چلی۔

(۲) کتاب سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲ - ۵ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک بہت ہی گندہ واقعہ لکھا ہے۔

(۳) کتاب ہوشیع باب اول آیت ۲ - ۳ میں حضرت الیسع کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ایک فاحشہ عورت سے۔۔۔۔۔ کیا۔

(۴) یوسف علیہ السلام کے بھائی یہوداہ (جو نبی تھے) کے متعلق کتاب پیدائش باب ۳۸ آیت ۱۵ - ۱۸ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی بہو کے ساتھ۔۔۔۔۔ کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔

(۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق سلاطین اول باب ۱۱، آیت ۱ - ۶ میں لکھا ہے کہ غیر عورتوں سے عشق کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء پر بھی طرح طرح کے گھناؤنے الزامات لگائے اور نتیجہ میں پادری صاحبان کو ہر عیسائی کی "جسمانی فصل" کاٹنے کی اجازت مل گئی۔ ا۔ کرنتھیوں باب ۹۔ آیت ۔ ۱۱۔

اسلام کا ایک ادنیٰ کرشمہ | اب یورپ کی اس محیط بے حیائی کے مقابلہ میں مشرقی ممالک کے مسلمانوں کے نظام عفت و عصمت کو دیکھئے۔ جہاں یورپ کی نحوستیں نہیں پہنچیں وہاں تو حرامی بچے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جہاں یہ نحوستیں پہنچ گئی ہیں وہاں بھی بعض اوقات ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ انگریزی فوج نے کوہاٹ چھاؤنی سے آفریدیوں کے علاقہ تیراہ کے ایک گاؤں پر گولہ باری کر کے اس کو تباہ کر دیا۔ اس گاؤں کے ایک پچیس ۲۵ سالہ نوجوان عجب خان

آفریدی نے حلف اٹھایا کہ میں اس کا انتقام لوں گا۔ یہ گولہ باری میجر ایلس کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ میجر کے ساتھ اس کی ایک بیوی مسز ایلس اور ایک بیس سالہ لڑکی مس ایلس تھی۔ عجب خان اس تاک میں لگا رہا کہ جس دن میجر ایلس کوہاٹ میں نہ ہو۔ مسز ایلس اور مس ایلس کو اغوا کیا جائے۔ چنانچہ ایک دن عجب خان کو مخبر نے اطلاع دی کہ میجر ایلس لاہور گیا ہوا ہے۔ عجب خان نے چار آدمیوں کی چھاپہ مار پارٹی تیار کی۔ عجب خان اور اس کا ایک ساتھی مس ایلس کو اٹھانے پر مقرر ہوئے اور باقی دو نے مسز ایلس کو اٹھانے کا ذمہ لیا۔ ان دو نے مسز ایلس کو دلبوچ کر منہ میں رومال ٹھونسنا چاہا تو مسز ایلس نے شور کیا۔ انہوں نے اسے گولی مار کر بستر پر ہی ٹھنڈا کر دیا۔ عجب خان نے مس ایلس کو قابو کر کے اٹھا لیا اور بنگلہ کی عقبی دیوار پھاند کر نکل گیا۔ تین ماہ تک عجب خان مس ایلس کو جنگلوں اور پہاڑوں میں لئے لئے پھرتا رہا۔ ادھر اس نے دو سو رائفل پچاس ہزار کارتوس اور پچاس ہزار روپیہ نقد اپنے گاؤں پر بمباری کا تاوان طلب کیا۔ پہلے تو انگریز نے بہت کوشش کی کہ تاوان نہ دینا پڑے اور مس ایلس واپس مل جائے۔ لیکن مایوس ہو کر تاوان دینا منظور کر لیا۔ لنڈی کوتل میں آفریدی قوم کا بہت بڑا جرگہ منعقد ہوا جس میں انگریزوں سے تاوان لینا اور مس ایلس کو واپس کرنا تھا۔ عجب خان مس ایلس کے ہمراہ پہنچا۔ مس ایلس پٹھانوں کے روایتی لباس میں ہشاش بشاش اور خوش و خرم دکھائی دے رہی تھی۔ میجر ایلس نے اس جگہ ایک خیمہ لگوایا۔ وہ ایک لیڈی ڈاکٹر ساتھ لایا تھا تاکہ مس ایلس کا ڈاکٹری معائنہ کرائے۔ جب باپ بیٹی ملے تو میجر ایلس نے بیٹی سے کہا کہ تم لیڈی ڈاکٹر کے ہمراہ اس خیمے میں چلی جاؤ یہ تمہارا ڈاکٹری معائنہ کریں گی۔ یہ سنتے ہی مس ایلس جھلا اٹھی اور کہنے لگی کسی معائنے کی ضرورت نہیں عجب خان نے جب مجھے اٹھایا تھا تو شہر سے باہر لے جا کر پہلی بات مجھ سے یہی کہی تھی کہ "تم میری بہن ہو تم اپنی جان اور عصمت کے متعلق بالکل فکرمند نہ ہونا تم بالکل محفوظ رہو گی۔ ہمارا جھگڑا تمہاری قوم کے ساتھ ہے۔ تمہارے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے"۔

اس کے بعد یہ مجھے جنگلوں اور پہاڑوں میں لئے لئے پھرتا رہا۔ بعض دشوار گزار گھاٹیوں میں مجھے کندھے پر اٹھا لیتا تھا۔ ہم تین مہینے اکٹھے رہے۔ اس نے ایک حقیقی بھائی سے بھی زیادہ

میرے آرام کا خیال رکھا۔ انڈے، ڈبل روٹی، بسکٹ اور مکھن میرے لئے ہر حال میں مہیا کرتا رہا۔ اور جس حال میں مجھے بستر سے اٹھایا تھا بالکل ویسے ہی آپ کے حوالے کر دیا ہے۔

یہ واقعہ یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں چھپا تو تہلکہ مچ گیا۔ خنزیر اور شراب کا رسیا یورپ یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایک پچیس سالہ تندرست و توانا نوجوان لڑکا اور ایک بیس سالہ نوجوان دوشیزہ تین ماہ اکٹھے رہیں اور یہ بارود اور آگ مل کر بھی "شعلہ فشانی" نہ کر سکیں۔ لاکھوں درود ہوں اس پاک ہستی محمدﷺ پر جن کی پاک تعلیم کی برکت نے یورپ کو بیسویں صدی کا یہ محیر العقول واقعہ دکھایا۔

کیا لحم خنزیر کھانے سے عمر طویل ہوتی ہے؟ عزیز محترم! یورپ کے اس پروپیگنڈہ میں بالکل کوئی حقیقت نہیں ہے کہ خنزیر کھانے سے عمریں لمبی ہو جاتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں چرچل کی عمر سب سے زیادہ بیان کی جاتی ہے یعنی ۹۰ سال اور یہ کوئی خاص لمبی عمر نہیں ہے ابھی حال ہی میں پاکستان کی بین الاقوامی شہرت کی مالک علمی شخصیت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد ذکریا صاحب کا انتقال ہوا ہے آپ کی عمر ایک سو ایک سال کی تھی۔ اور پاکستان ہی کی ایک دوسری معروف شخصیت مولانا عبد المعبود صاحب کے متعلق حضرت مولینا بنوری صاحب کا بیان ہے کہ میرے والد مولنا ذکریا صاحب کی جب ولادت ہوئی تو اتفاق سے مولانا عبد المعبود صاحب ہمارے داد مولانا مزمل شاہ صاحب کے پاس آئے ہوئے تھے۔ میرے دادا صاحب نے اپنے نومولود بیٹے اور میرے والد صاحب کو مولانا عبد المعبود سے دم کرایا تھا اور دعا بھی کرائی تھی۔ یہ مولانا عبد المعبود صاحب بفضلہ تعالیٰ اب بھی اچھی صحت کے ساتھ بقید حیات ہیں۔ ان کا حافظ اب بھی غضب کا ہے گزشتہ زندگی کی تمام باتیں انہیں اچھی طرح یاد ہیں۔

۲۔ چند سال پہلے روسی سفارت خانہ نے پاکستان کے اخبارات میں روسی آذر بائیجان کے ایک صاحب شیر علی مسلموف کا فوٹو شائع کیا تھا۔ اس وقت اس کی عمر ایک سو ستاون (۱۵۷) برس بتائی گئی تھی۔ اور تین سو (۳۰۰) سے زیادہ اس کے پوتے پڑپوتے زندہ تھے۔ اور شیر علی اس عمر میں بھی گھوڑے کی سواری کرتا تھا۔

۳۔ انہی دنوں ہندوستانی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ انڈین بنگال میں ایک بنگالی رحم علی نامی ایک سو بیاسی برس کا صحت کے ساتھ موجود ہے۔

۴۔ سال گزشتہ ایرانی حکومت نے پاکستان ٹائمز میں ایک شخص محمد زاہد نامی کی تصویر شائع کی تھی اور بتایا تھا کہ اس کی عمر ایک سو باسٹھ (۱۶۲) برس کی ہے۔

یہ تمام شہرہ آفاق معمر ترین اشخاص بفضلہ تعالیٰ مسلمان اور شراب و خنزیر سے مجتنب ملت کے افراد ہیں۔

لحم خنزیر اور بدنی طاقت؟ اب اس دعویٰ کو لیجئے کہ لحم خنزیر کھانے سے انسان کی طاقت بدنی بہت بڑھ جاتی ہے۔ عزیز من! یہ دعویٰ بھی نری ڈینگ ہے۔ آج سے پچاس برس پہلے یورپ کا چیمپین اور آپ کے جرمنی کا مایہ ناز سپوت زبسکو (ZABESCKO) پہلوان ہندوستان آیا تھا۔ گاماں پہلوان مرحوم ان دنوں مہاراجہ پٹیالہ کے پاس رہتے تھے۔ زبسکو کے ساتھ کشتی مقرر ہوئی۔ مہاراجہ پٹیالہ گاماں کو خود لے کر گئے۔ لاکھوں تماشائی موجود تھے۔ گاماں نے پہلے ہی اڑنگے میں "زبسکو" کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اور اس دن سے گاماں "رستم زماں گاماں پہلوان" کے نام سے مشہور رہے۔ اور اب بھی گاماں پہلوان کے بھتیجے بھولو برادران، اسلم اکرم وغیرہ، ایشیا یورپ افریقہ اور امریکہ میں دندناتے پھرتے ہیں اور کہیں بھی کوئی خنزیر خور پہلوان ان کو شکست نہ دے سکا۔

آج محمد علی کلے کی شہرت کس چیز کی رہین منت ہے اس نے مے کش اور خنزیر خور یورپ امریکہ کے تمام مکہ بازوں کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔

لحم خنزیر طبی نقطہ نگاہ سے عزیز من! آپ نے لحم خنزیر کی روحانی مضرتیں تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔ اب جسمانی مضرتوں پر توجہ دیجئے۔ برصغیر کے مشہور ڈاکٹر اور حکیم غلام جیلانی لاہوری مرحوم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "مخزن حکمت" یا گھر کا ڈاکٹر اور حکیم۔ جلد اول میں لکھا ہے کہ "سور کا گوشت نہایت چربیلا اور دیر ہضم ہوتا ہے اور چونکہ سور ہر قسم کی گندگی اور نجاست کھا لیتا ہے اس لئے خصوصاً ہندوستان میں اس کا گوشت نہایت مضر اور مولد امراض خبیثہ ہے۔ سور کا گوشت کھانے والوں کو مرض سکرافولا (خنازیر) اور ٹی نیا سولیم (کدو دانہ)

کی نسبتاً زیادہ شکایت ہو جاتی ہے اور مرض ٹری کائی نوسس بھی ہو جاتا ہے کیونکہ سؤر کے گوشت میں ٹری کائی ایک قسم کے نہایت باریک کرم پائے جاتے ہیں۔ اور اس کا گوشت کھانے سے جب وہ کرم جسم انسانی میں چلے جاتے ہیں تو ان کی تخمش اور سمیت سے مرض مذکور ہو جاتا ہے۔ اس مرض کی علامات ایسی ہوتی ہیں جیسے کہ مرض ہیضہ یا زہر سنکھیا کی اور جب یہ کرم عضلات میں چلے جاتے ہیں تو ان میں سخت درد ہونے لگتا ہے اور بعض اوقات فالج وغیرہ ہو جاتا ہے اور جب جسم انسان میں ان کرموں کی زیادتی ہو تو پھر موت یقینی ہے۔" یہ تو ڈاکٹروں کی رائے ہے اور اطباء متقدمین نے بھی لکھا ہے کہ "سؤر کا گوشت کھانے سے کئی قسم کے امراض مثلاً فیل پا، وجع المفاصل اور فسادِ عقل وغیرہ ہو جاتے ہیں۔"

تائید مزید | راقم کے ایک مخلص دوست جناب ایم ایم ھدیٰ صاحب ٹیلی کمیونیکیشن کی ٹریننگ کے لئے مغربی جرمنی گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ہم سے بھی، خاص طور پر کھانے کی میز پر یہ سوال ہوتا تھا کہ آپ لوگ لحم خنزیر کیوں نہیں کھاتے۔ پہلے تو میں بات کو ٹالتا رہتا تھا لیکن ایک دن ایک صاحب نے ذرا زور دے کر پوچھا تو میں نے اس کو کہا کہ آپ لوگ لحم خنزیر کھاتے کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ دنیا میں غذا کی کمی ہے اور سؤر کا گوشت ایک مقوی غذا ہے جو وافر مقدار میں دستیاب ہو سکتی ہے اور سؤر بہت شریف جانور ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا لیکن سؤر سے زیادہ کتا وافر مقدار میں موجود ہے بے حد وفادار، ذہین اور جفاکش جانور ہے برفانی علاقوں میں یہ گاڑیاں تک کھینچتا ہے اپنی ذہنی صلاحیتوں سے دشمنوں کا کھوج لگا لیتا ہے غذا کی کمی کو پورا کرنے میں اس سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ علاوہ ازیں کتے میں اور بہت سی خوبیاں بھی ہیں تو آپ لوگ کتا کیوں نہیں کھاتے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ وہ ناک بھوں چڑھاتا، تھو تھو کرتا چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے جرمنوں کی دکھتی رگ ہاتھ آ گئی۔ جہاں کسی جرمن نے سؤر کے گوشت کا نام لیا میں نے فوراً کتے کے گوشت کا ذکر چھیڑ دیا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ خاص کر جرمنوں کو کتے کے گوشت سے اتنی ہی نفرت ہے جتنی کہ مسلمانوں کو سؤر کے گوشت سے ہے یا ہندوؤں کو گائے کے گوشت سے۔

عرض بر من! خط کافی لمبا ہو گیا ہے اور چونکہ میں نے کوشش کی ہے کہ اسی ایک

نشست میں خط مکمل ہو جائے اس وجہ سے میں تو تھک گیا ہوں۔ ممکن ہے آپ بھی پڑھتے پڑھتے تھک جائیں۔ بہرحال خواہش یہ تھی کہ مضمون مکمل ہو جائے تاکہ آئندہ مذاکرے میں مفید ہو۔ میری طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے امریکن بیگم صاحبہ کو بھی سلام کہیں۔ ہم سب آپ کی سلامتی، باعزت زندگی اور بخیریت جلد وطن واپسی کے دعاگو اور متمنی ہیں۔ والسلام..........

اس خط کے ایک ماہ بعد عزیز موصوف کا دوبارہ خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ "آپ کے خط بلکہ بیش قیمت مقالہ سے مجھے ٹھوس دلائل اور بیش قیمت علمی مواد ہاتھ آگیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بحث میں ہر جگہ میرا ہی پلہ بھاری رہتا ہے۔ آپ نے بزرگانہ شفقت اور اسلامی ہمدردی کے جذبہ سے کام لے کر اتنا طویل خط لکھا۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور آپ کے "تھک جانے" کے لئے معذرت خواہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے۔ آمین!

اس کے ساتھ ایک گزارش اور بھی ہے۔ یہاں ایک اور سوال بھی عام طور سے دوران بحث پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اسلام غلامی کو کیوں تسلیم کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غیر فطری چیز ہے اگر کبھی اس پر بھی روشنی ڈالیں تو ممنون ہونگا۔"